النور جنوری ۲۰۱۴ء

ختمِ نبوت کی داعی واحد جماعت

حضرت محمد مصطفیٰ (ﷺ) آخری نبی ہیں اور اُن کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا، نہ نیا نہ پُرانا

مدیر
شاہد عزیز
مسز سمیرا احمد

نشریات

www.virtualmosque.co.uk پر

جمعہ : ۱۳:۰۰ بجے

درس: بعد از جمعہ ۱۴:۰۰

ماہانہ مجلس: ۱۵:۰۰

عیدین: ۱۱:۰۰ بجے اور پنجاب ریڈیو (سکائی چینل ۰۱۳۰) پر ۱۳:۰۰ تا ۱۴:۰۰ بجے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اعلانات اور خبریں

جماعت کے قیام کو ۱۰۰ سال ہونے کو ہیں اور اِس سال مرکز میں اِس سلسلے میں ایک خصوصی اجلاس کا اہتما کیا گیا ہے۔ممبران سے دُعا ہے کہ اِس کی کامیابی کے لئے خاص دُعائیں کریں۔

کلامِ امام

خدا کے کامل مامورین کی علامتوں میں سے ایک یہ علامت ہے کہ اُن سے آسمانی نشان ظاہر ہوتے ہیں۔ایسا ہی ہم اس جگہ ہزار ہزار شکر کے ساتھ لکھتے ہیں کہ وہ تمام علامتیں اس بندۂ حضرت احدیت میں پوری ہوئیں۔ اس زمانہ میں پادریوں کا متعصب فرقہ جوسراسر حق پوشی کی راہ سے کہا کرتا تھا کہ گویا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی معجزہ ظہور میں نہیں آیا ان کو خدا تعالیٰ نے سخت شرمندہ کرنے والا جواب دیا اور کھلے کھلے نشان اِس اپنے بندہ کی تائید میں ظاہر فرمائے۔

ایک وہ زمانہ تھا کہ انجیل کے واعظ بازاروں اورگلیوں اورکوچوں میں نہایت دریدہ دہانی سے اورسراسرافترا سے ہمارے سیدومولیٰ خاتم الانبیاء اورافضل الرسل والاصفیاءاورسید المعصومین والاتقیاء حضرت محبوبِ جناب احدیت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ قابل شرم جھوٹ بولا کرتے تھے کہ گویا آنجناب سے کوئی پیشگوئی یا معجزہ ظہور میں نہیں آیا۔اوراب یہ زمانہ ہے کہ خداتعالیٰ نے علاوہ ان ہزار ہا معجزات کے جو ہمارے سرورومولیٰ شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن شریف اور احادیث میں اِس کثرت سے مذکور ہیں جواعلیٰ درجہ کے تواتر پر ہیں۔تازہ بتازہ صدہا نشان ایسے ظاہرفرمائے ہیں کہ کسی مخالف اورمنکرکوان کے مقابلہ کی طاقت نہیں۔ ہم نہایت نرمی اورانکسار سے ہرایک عیسائی صاحب اوردوسرے مخالفوں کوکہتے رہے ہیں اوراب بھی کہتے ہیں کہ درحقیقت یہ بات سچ ہے کہ ہرایک

اے تمام وہ لوگو جوزمین پر رہتے ہو!اوراے تمام وہ انسانی روحو جومشرق اورمغرب میں آباد!میں پورے زور کے ساتھ آپ کواس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پرسچا مذہب صرف اسلام ہے اورسچا خدا بھی وہی خدا ہے جوقرآن نے بیان کیا ہے۔اورہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اورجلال اورتقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے

اِسلام انسانیت سے محبت سِکھاتا ہے۔

مذہب جو خداتعالیٰ کی طرف سے ہوکر اپنی سچائی پر قائم ہوتا ہے اس کے لئے ضرور ہے کہ ہمیشہ اس میں ایسے انسان پیدا ہوتے رہیں کہ جو اپنے پیشوا اور ہادی اور رسول کے نائب ہوکر یہ ثابت کریں کہ وہ نبی اپنی روحانی برکات کے لحاظ سے زندہ ہے فوت نہیں ہوا۔ کیونکہ ضرور ہے کہ وہ نبی جس کی پیروی کی جائے جس کو شفیع اور منجی سمجھا جائے وہ اپنے روحانی برکات کے لحاظ سے ہمیشہ زندہ ہو اور عزت اور رفعت اور جلال کے آسمان پر اپنے چمکتے ہوئے چہرہ کے ساتھ ایسا بدیہی طور پر مقیم ہو۔ اور حدائے ازلی ابدی حی قیوم ذوالاقتدار کے دائیں طرف بیٹھنا اُس کا ایسے پُر زور الٰہی نوروں سے ثابت ہو کہ اس سے کامل محبت رکھنا اور اس کی کامل پیروی کرنا لازمی طور پر اس نتیجہ کو پیدا کرتا ہو کہ پیروی کرنے والا روح القدس اور آسمانی برکات کا انعام پائے اور اپنے پیارے نبی کے نوروں سے نور حاصل کر کے اپنے زمانہ کی تاریکی کو دُور کرے اور مستعد لوگوں کو خدا کی ہستی پر وہ پختہ اور کامل اور درخشاں اور تاباں یقین بخشے جس سے گناہ کی تمام خواہشیں اور سفلی زندگی کے تمام جذبات جل جاتے ہیں۔ یہی ثبوت اس بات کا ہے کہ وہ نبی زندہ اور آسمان پر ہے۔ سو ہم اپنے خدائے پاک ذوالجلال کا کیا شکر یں کہ اُس نے اپنے پیارے نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور پیروی کی توفیق دے کر اور پھر اس محبت اور پیروی کے روحانی فیضوں سے جو سچی تقویٰ اور سچے آسمانی نشان ہیں کامل حصہ عطا فرما کر ہم پر ثابت کر دیا کہ وہ ہمارا پیارا برگزیدہ نبی فوت نہیں ہوا بلکہ وہ بلند تر آسمان پر اپنے ملیک مقتدر کے دائیں طرف بزرگی اور جلال کے تخت پر بیٹھا ہے۔ اللھم صل علیہ وبارک وسلم. ان اللہ وملٰئکۃ یصلون علی النبی یایھا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما (الاحزاب:۵۷)۔

اب ہمیں کوئی جواب دے کہ روئے زمین پر یہ زندگی کس نبی کے لئے بجز ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ثابت ہے؟ کیا حضرت موسیٰ کے لئے؟ ہرگز نہیں۔ کیا حضرت داؤد کے لئے؟ ہرگز نہیں۔ کیا حضرت مسیح علیہ السلام کے لئے؟ ہرگز نہیں۔ کیا راجہ رامچند ریا راجہ کرشن کے لئے؟ ہرگز نہیں۔ کیا وید کے اُن رشیوں کے لئے جن کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ اُن کے دلوں پر وید کا پرکاش ہوا تھا؟ ہرگز نہیں۔ جسمانی زندگی کا ذکر بے سود ہے اور حقیقی اور روحانی اور فیض رساں زندگی وہ ہے جو خداتعالیٰ کی زندگی کے مشابہ ہوکر نور اور یقین کے کرشمے نازل کرتی ہو۔ ورنہ جسمانی وجود کے ساتھ ایک لمبی عمر پانا اگر فرض بھی کرلیں اور فرض کے طور پر مان بھی لیں کہ ایسی عمر کسی کو دی گئی ہے تو کچھ بھی جائے فخر نہیں۔ مصر کی بعض پرانی عمارتیں ہزارہا برس سے چلی آتی ہیں اور بابل کے کھنڈرات اب تک موجود ہیں جن میں اُلّو بولتے ہیں اور اس ملک میں اجودھیا اور بندرابن بھی پرانے زمانہ کی آبادیاں ہیں۔ اور اٹلی اور یونان میں بھی ایسی قدیم عمارتیں پائی جاتی ہیں تو کیا اِس جسمانی طور پر لمبی عمر پانے سے یہ تمام چیزیں اُس جلال اور بزرگی سے حصہ لے سکتی ہیں جو روحانی زندگی کی وجہ سے خدا کے مقدس لوگوں کو حاصل ہوتی ہے۔

اب اِس بات کا فیصلہ ہوگیا ہے کہ اس روحانی زندگی کا ثبوت صرف ہمارے نبی علیہ السلام کی ذات بابرکات میں پایا جاتا ہے۔ خدا کی ہزاروں رحمتیں اس کے شامل حال رہیں۔ افسوس کہ عیسائیوں کو کبھی بھی یہ خیال نہیں آیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روحانی زندگی ثابت کریں اور صرف اُس لمبی عمر پر خوش نہ ہوں جس میں اینٹ اور پتھر بھی شریک ہوسکتے ہیں۔ بے سود ہے وہ زندگی جو نفع رساں نہیں۔ اور لا حاصل ہے وہ بقا جس میں فیض

نہیں۔ دنیا میں صرف دو زندگیں قابلِ تعریف ہیں۔(۱) ایک وہ زندگی جو خود خدائے حی قیوم مبدءِ فیض کی زندگی ہے۔(۲) دوسری وہ زندگی جو فیض بخش اور خدانما ہو۔ سو آؤ ہم دکھاتے ہیں کہ وہ زندگی صرف ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہے جس پر ہر ایک زمانہ میں آسمان گواہی دیتا رہا اور اب بھی دیتا ہے۔ اور یاد رکھو کہ جس میں فیاضانہ زندگی نہیں ہے وہ مُردہ ہے نہ زندہ۔ اور میں اُس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کا نام لے کر جھوٹ بولنا سخت بدذاتی ہے کہ خدا نے مجھے میرے بزرگ واجب الاطاعت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی دائمی زندگی اور پورے جلال اور کمال کا یہ ثبوت دیا ہے کہ میں نے اُس کی پیروی سے اور اس کی محبت سے آسمانی نشانوں کو اپنے اوپر اُترتے ہوئے اور دل کو یقین کے نور سے پُر ہوتے ہوئے پایا اور اس قدر نشان غیبی دیکھے۔ کہ اُن کھلے کھلے نوروں کے ذریعہ سے میں نے اپنے خدا کو دیکھ لیا ہے۔ خدا کے عظیم الشان نشان بارش کی طرح میرے پر اُتر رہے ہیں اور غیب کی باتیں میرے پر کھل رہی ہیں۔ ہزارہا دعائیں اب تک قبول ہو چکی ہیں۔ اور تین ہزار سے زیادہ نشان ظاہر ہو چکا ہے۔ ہزار ہا معزز اور متقی اور نیک بخت آدمی اور ہرقوم کے لوگ میرے نشانوں کے گواہ ہیں اور تم خود گواہ ہو۔ اور مجھے اُس خدا کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا ہے کہ اگر کوئی سخت دل عیسائی یا ہندو یا آریہ میرے اُن گذشتہ نشانوں سے جو روز روشن کی طرح نمایاں ہیں انکار بھی کردے اور مسلمان ہونے کے لئے کوئی نشان چاہے اور اس بارے میں بغیر کسی بیہودہ حجت بازی کے جس میں بدنیتی کی بو پائی جائے سادہ طور پر یہ اقرار بذریعہ کسی اخبار کے شائع کردے کہ وہ کسی نشان کے دیکھنے سے گو کوئی نشان ہو لیکن انسانی طاقتوں سے باہر ہو اسلام کو قبول کرے گا تو میں اُمید رکھتا ہوں کہ ابھی ایک سال پورا نہ ہوگا کہ وہ نشان کو دیکھ لے گا

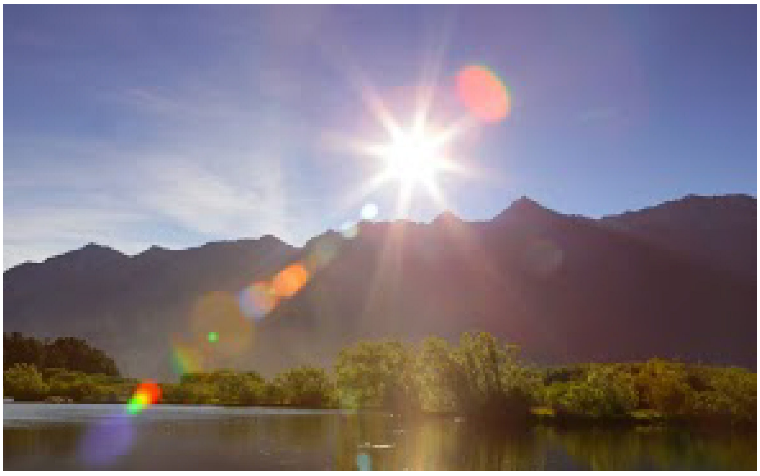

کیونکہ میں اُس زندگی میں سے نور لیتا ہوں جو میرے نبی متبوع کو ملی ہے۔ کوئی نہیں جو اس کا مقابلہ کر سکے۔ اب اگر عیسائیوں میں کوئی طالبِ حق ہے یا ہندوؤں اور آریوں میں سے سچائی کا متلاشی ہے تو میدان میں نکلے۔ اور اگر اپنے مذہب کو سچا سمجھتا ہے تو بالمقابل نشان دکھلانے کے لئے کھڑا ہو جائے لیکن میں پیشگوئی کرتا ہوں کہ ہرگز ایسا نہ ہوگا۔ بلکہ بدنیتی سے پیچ در پیچ شرطیں لگا کر بات کو ٹال دیں گے کیونکہ ان کا مذہب مُردہ ہے اور کوئی ان کے لئے زندہ فیض رسان موجود نہیں جس سے وہ روحانی فیض پا سکیں اور نشانوں کے ساتھ چمکتی ہوئی زندگی حاصل کر سکیں۔

اے تمام وہ لوگو جو زمین پر رہتے ہو! اور اے تمام وہ انسانی روحو جو مشرق اور مغرب میں آباد! میں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے اور سچا خدا بھی وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے۔ اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس کی روحانی زندگی اور پاک جلال کا ہمیں یہ ثبوت ملا ہے کہ اس کی پیروی اور محبت سے ہم رُوح القدس اور خدا کے مکالمہ اور آسمانی نشانوں کے انعام پاتے ہیں۔ گو ہم اِس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ حضرت مسیحؑ اور حضرت موسیٰ اور دوسرے اسرائیلی نبی بھی خدا کی طرف سے ہیں۔ لیکن اُن کی سچائی پر ہمارے پاس بجز اس کے اور کوئی دلیل نہیں ہے کہ قرآن شریف نے اُن کو نبی مان لیا ہے۔ اُن کی روحانی زندگی بدیہی نشانوں کے ساتھ ثابت نہیں ہے اور اس کا یہ سبب ہے کہ وہ مذہب اور وہ کتابیں بباعث تحریف کے خراب ہو چکی ہیں۔ اس لئے ان نبیوں کی سچی پیروی کی کوئی راہ باقی نہیں رہی تا اس سے ان کی

روحانی زندگی کا ثبوت مل سکتا۔ اور عیسائی جس دین کو پیش کرتے ہیں وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دین نہیں ہے بلکہ یہ پادریوں کی اپنی طبیعت کی ایجاد ہے۔ بہت سی انجیلوں میں سے یہ چار انجیلیں انتخاب کی گئی ہیں جن کو بعض یونانیوں نے حضرت مسیح سے بہت پیچھے بنا کر حضرت مسیح کی طرف منسوب کر دیا اور کوئی عبرانی انجیل عیسائیوں کے پاس موجود نہیں ہے اور ناحق افترا کے طور پر حضرت مسیح کو ایک یونانی آدمی تصور کر لیا ہے حالانکہ حضرت مسیح کی مادری بولی عبرانی تھی کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ کبھی حضرت مسیح نے ایک فقرہ یونانی کا بھی کسی سے پڑھا تھا اور نہ حواریوں نے جو اُمی محض تھے کسی مکتب میں یونانی سیکھی بلکہ وہ ہمیشہ ماہی گیروں کے کام کرتے رہے۔ اب چونکہ عیسائیوں کو یہ سخت مصیبت پیش آئی کہ کوئی عبرانی انجیل موجود نہیں صرف قریباً ساٹھ انجیلیں یونانی ہیں

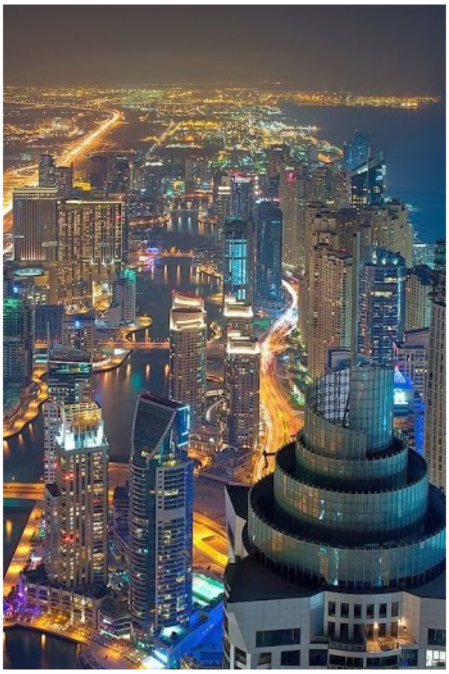

جو باہم متناقض ہیں جن میں سے یہ چار چن لی گئیں جو وہ بھی باہم مخالفت رکھتی ہیں بلکہ ہر ایک انجیل اپنی ذات میں بھی مجموعۂ تناقضات ہے۔ ان مشکلات کے لحاظ سے یونانی کو اصل زبان ٹھہرایا گیا ہے لیکن یہ اس قدر بیہودہ بات ہے کہ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ ان پادری صاحبوں نے کس قدر جھوٹ اور جعل سازی پر کمر باندھی ہے۔ حضرت مسیح کے وقت میں رُومی سلطنت تھی اور گورنمنٹ کی لاطینی زبان تھی اور حضرت مسیح کو چونکہ گورنمنٹ سے کوئی تعلق ملازمت نہ تھا اور نہ ریاست اور جاہ طلبی کی خواہش تھی اس لئے انہوں نے لاطینی کو بھی نہیں سیکھا۔ وہ ایک مسکین اور عاجز اور غریب طبع اور سادہ وضع انسان تھا۔ اُس کو وہی بولی یاد تھی جو ناصرہ میں اپنی ماں سے سیکھی تھی یعنی عبرانی جو یہودیوں کی قومی بولی ہے اور اسی بولی میں توریت وغیرہ خدا کی کتابیں تھیں (صلیب پر جبکہ حضرت مسیح کو موت کا سامنا معلوم ہوتا تھا اُس وقت بھی عبرانی فقرہ زبان پر جاری ہوا اور وہ یہ ہے کہ۔ ایلی ایلی لما سبقتانی) غرض یہ چاروں انجیلیں جو یونانی سے ترجمہ ہو کر اس ملک میں پھیلائی جاتی ہیں ایک ذرہ قابل اعتبار نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی پیروی میں کچھ بھی برکت نہیں خدا کا جلال اُس شخص کو ہرگز نہیں ملتا جو اِن انجیلوں کی پیروی کرتا ہے بلکہ یہ انجیلیں حضرت مسیح کو بدنام کر رہی ہیں کیونکہ ایک طرف تو ان انجیلوں میں سچے عیسائی کی یہ علامتیں ٹھہرائی گئی ہیں کہ وہ آسمانی نشانوں کے دکھلانے پر قادر ہو۔ اور دوسری طرف عیسائیوں کا یہ حال ہے کہ وہ ایک مُردہ حالت میں پڑے ہوئے ہیں اور ایک ذرہ آسمانی برکت ان کے ساتھ نہیں اور کوئی نشان دکھلا نہیں سکتے اس لئے وہ علامتوں کا ذکر کرنے کے وقت ہمیشہ ہر مجلس میں شرمندہ ہوتے ہیں اور ناحق اور بیجا تاویلیں کرنی پڑتی ہیں۔

خدا نے مجھے دنیا میں اس لئے بھیجا کہ تا میں حلم اور خلق اور نرمی سے گم گشتہ لوگوں کو خدا اور اُس کی پاک ہدایتوں کی طرف کھینچوں اور وہ نور جو مجھے دیا گیا ہے اس کی روشنی سے لوگوں کو راہِ راست پر چلاؤں۔ انسان کو اس بات کی ضرورت ہے کہ ایسے دلائل اُس کو ملیں جن کے رُو سے اُس کو خدا تعالیٰ کے وجود اور اس کی الہامی ہدایتوں پر ایمان نہیں ہے۔ اور خدا کی ہستی کے ماننے کے لئے اِس سے زیادہ صاف اور قریب الفہم اور کوئی راہ نہیں کہ وہ غیب کی باتیں اور پوشیدہ واقعات اور آئندہ زمانہ کی خبریں اپنے خاص لوگوں کو بتلاتا ہے اور وہ نہاں در نہاں پوشیدہ واقعات اور آئندہ زمانہ کی خبریں اپنے خاص لوگوں کو بتلاتا ہے اور وہ نہاں در نہاں اسرار جن کا دریافت کرنا انسانی طاقتوں سے بالاتر ہے اپنے مقربوں پر ظاہر کر دیتا ہے۔ کیونکہ انسان کے لئے کوئی راہ نہیں جس کے ذریعہ سے آئندہ زمانہ کی ایسی پوشیدہ اور انسانی طاقتوں سے بالاتر خبریں اس کو مل سکیں۔ اور بلا شبہ یہ بات سچ ہے کہ غیب کے واقعات اور غیب کی خبریں بالخصوص جن کے ساتھ قدرت اور حکم ہے ایسے امور ہیں جن کے حاصل کرنے پر کسی طور سے

انسانی طاقت خود بخود قادر نہیں ہوسکتی۔ سو خدا نے میرے پر یہ احسان کیا ہے جو اس نے تمام دنیا میں سے مجھے اس بات کے لئے منتخب کیا ہے کہ تا وہ اپنے نشانوں سے گمراہ لوگوں کو راہ پر لاوے۔

اللہ

خُدا کا ذاتی نام

غالباً ہر ایک پڑھا لکھا شخص جانتا ہے کہ اسماء ہمیشہ دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک اسماء ذات (Proper Names) اور دوسرے اسماء صفات (Attributes) کہلاتے ہیں۔ صفات اکثر مشترک اور بکثرت ہوتی ہیں اس لئے محض صفات کے بیان کرنے سے کسی شے کی بالکلیہ شناخت نہیں ہوتی جب تک اس شئے کا اسم ذات نہ بتا دیا جائے مثلاً ایک شخص کسی درخت کی نسبت بیان کرتا ہے کہ وہ بہت بڑا ہے۔ اس کا سایہ بہت اچھا ہے بعض لوگ اس کی پوجا کرتے ہیں اس کا پھل جانور خوشی سے کھاتے ہیں اس کے پتے پان کی شکل کے ہوتے ہیں مگر ہماری سمجھ میں کچھ نہیں آتا کہ یہ شخص کس درخت کا ذکر کررہا ہے درخت کی تمام کی تمام صفات جو اس نے بیان کی ہیں ایک بجھارت اور معمہ کی حیثیت رکھتی ہیں اور بعض اوقات تو کسی شے کی صدہا صفات سن کر بھی ہمارا آخری سوال یہی ہوتا ہے کہ وہ کیا چیز ہے یا اس کا نام کیا ہے کہ جس کی آپ اتنی خوبیاں بیان کررہے ہیں لیکن اگر متعدد صفات بیان کرنے کی بجائے صرف اس درخت کا نام بتا دیا جائے کہ وہ پیپل کا درخت ہے تو ہر شخص جس نے یہ درخت کبھی پہلے دیکھا ہوگا فوراً اسے سمجھ لے گا اور نام کے ساتھ ہی اس کی ساری صفات اس کے علم کے مطابق ذہن میں متحضر ہو جائیں گی۔ بعینہٖ اسی طرح تمام مذاہب اس کی خدا کی صرف ایک ایک صفت کو اس کا اعلیٰ نام قرار دے رہے ہیں ہم ان سے یہ عرض کرتے ہیں کہ یہ تمام صفات جو آپ بیان کررہے ہیں بہت اچھی اور نہایت اعلیٰ اور خدا کی شان کے شایاں ہیں مگر ہم ان اعلیٰ صفات کے رکھنے ولی ہستی کا نام پوچھتے ہیں کہ کیا ہے اور وہ ذاتی نام وہی ہونا چاہئے جو ان تمام صفات پر حاوی یا ان کے قائم مقام ہو۔ خدا کا تصور کامل نہیں کہلا سکتا جب تک کل صفات کو اپنے اندر جمع کرنے والا اس کا کوئی اسم ذات نہ ہو کیونکہ کوئی ایک خاص

صفت یا صفاتی نام دوسری تمام صفات کا موصوف نہیں کہلا سکتا پس اس ذات کے تمام وہ نام کہ جو مختلف مذاہب اور اقوام میں مروج ہیں اسم ذات یا مستجمع جمیع صفات کاملہ کا مفہوم پیدا نہیں کرسکتے۔

خدا کا ذاتی نام ہی ہوسکتا ہے

اگر کل قوموں اور ملکوں کا خدا ایک ہی ہے تو اس کا تصور بھی ایک ہی ہونا چاہئے اس لحاظ سے اس کا ذاتی نام کہ جو فی الحقیقت اس کے تصور کا نقطہ مرکزی ہے ایک ہی ہوسکتا ہے۔ اس لئے اگر خدا کا یہ تصور کہ وہ مستجمع جمیع صفاتِ کاملہ ہے معقول اور درست ہے تو پھر اس کا ذاتی نام بھی وہی ہوسکتا ہے کہ جو اس تصور کو ہمارے اندر پیدا کرسکے اور اس کا یہ نام باقی تمام صفات پر ترجیح پائے گا اور وہ کل دنیا کی قوموں اور مذاہب کا مشترک نام ہوگا۔ یا تمام اقوام اور مذاہب عالم کے تصور ذات باری میں رشتہ اتحاد اور حبل متین کا کام دے گا۔ ہمارا دعوے ہے کہ ایسا کوئی لفظ عربی زبان کے سوا دنیا کی کسی زبان میں موجود نہیں کہ جس کے معنے مستجمع جمیع صفاتِ کاملہ ہوں اِ خواہ وہ زبان سنسکرت ہو یا انگریزی ہو یا کوئی قدیم سے قدیم زبان ہو اس کی وجہ یہ ہے کہ دنیا کی تمام زبانوں میں اصول یہ ہے کہ جب کسی مضمون یا عبارت کا ترجمہ کسی ایک زبان سے دوسری زبان میں کیا جاتا ہے تو ہمیشہ اسماء ذات (Propor Names) کا ترجمہ نہیں کیا جاتا اور باقی تمام عبارت اور صفات کا ترجمہ کر دیا جاتا ہے مثلاً جب کبھی آپ کسی شخص کے متعلق کوئی مضمون انگریزی، عربی فارسی یا سنسکرت زبان میں لکھیں تو آپ اس شخص کے نام کا ترجمہ کسی زبان میں نہیں کریں گے ورنہ مضمون بے معنی اور مہمل ہوجائے گا اسی طرح خدا جو تمام دنیا کی اقوام اور مذاہب میں ایک معروف ہستی ہے اور تمام الہامی مذاہب اسی خدائے واحد کی طرف سے ہیں اسکے ذاتی نام

کا ترجمہ مختلف زبانوں میں کیسے ہوسکتا تھا اس میں کوئی شبہ نہیں کہ انسانی ذہن نے بتدریج ارتقا کی منازل کو طے کیا ہے اس لئے اس کا تصورِ ذاتِ باری بھی زیادہ شائستہ اور مکمل ہوتا گیا ہے تاہم جس طرح خدا کی ذات ہمیشہ سے ہمہ صفت موصوف موجود تھی اسی طرح اس کا ذاتی نام بھی کہ جو اس تصور کو ظاہر کرتا ہے موجود تھا اگرچہ انسانی ذہن میں نہ تصوراتِ باری کامل تھا اور نہ اس کے نام کا صحیح مفہوم ہی دلنشیں تھا۔

مسلئہ ناسخ ومنسوخ

شاہد عزیز

باوجود قرآن کے اِس واضع دعویٰ کہ خدا تعالیٰ اِس کے خود نگہبان ہیں ہمارے اہلِ سُنت بھائیوں کا عقیدہ ہے کہ نزول کے ساتھ ساتھ کلام اللہ کی آیات کو خود اللہ تعالیٰ منسوخ کر رہے تھے۔ حیرانگی کی بات تو یہ ہے کہ کسی کو خیال نہیں آتا کہ ایسے عقائد اسلام کی جڑ پر کلہاڑی چلانے کے برابر ہیں۔ نہ ہی آج تک کسی نے ایسے عقائد کو توہین کے زمرے میں شامل کیا ہے! کچھ دوست جب اِس عقیدے کا دفاع نہیں کر سکتے تو وہ کہہ دیتے ہیں یہ ہمارا عقیدہ ہی نہیں۔ ایسے موقعوں پر وہ واقعہ جو ڈاکٹر سر محمد اقبال کو پیش آیا وہ یاد آتا ہے۔ حضرت ڈاکٹر بشارت احمد کی موجودگی میں ڈاکٹر صاحب ایک عیسائی پادری سے وفات وحیاتِ مسیح پر بحث کر رہے تھے۔ جب پادری صاحب نے کہا کہ مسلمان تو مانتے ہیں کہ قرآن کریم میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ زندہ آسمان پر موجود ہیں تو ڈاکٹر صاحب صاف مُکر گئے اور کہنے لگے کہ یہ قرآن میں کہیں نہیں لکھا تو پادری صاحب ہنس پڑے اور قرآن کریم کھول کر رفعِ مسیح والی آیت ڈاکٹر صاحب کے سامنے رکھ دی۔ ڈاکٹر صاحب شرمندہ ہو اپنا منہ لئے ایک طرف چل دیئے۔ سُو ہمارے اُن اہلسُنت دوستوں کے لئے جو اِس بات سے مُنکر ہیں کہ کوئی اہلسنت میں سے کوئی بھی یہ عقیدہ نہیں رکھتا حضرت شاہ ولی اللہؒ کی کتاب الفوز الکبیر کے اُردو ترجمہ سے کچھ حوالہ جات پیش ہیں۔ یاد رہے کہ اِس کتاب کا پورا نام یہ ہے۔ الفوز الکبیر فی اصول التفسیر مع فتح الخبیر دوسرے الفاظ میں یہ کتاب اُن اصول کے متعلق ہیں جن تفسیر قرآن کے کام آتے ہیں۔

فصل دوم (ص ۵۶) پر حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں:۔

''فہم قرآن کے دشوار مقامات میں سے جن کے متعلق بحثیں بھی

منسوخ آیات کا کوئی شمار ہی نہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ

بہت ہوئی ہیں اور جن کے بارے میں اختلافات بھی بہت کثرت سے پائے جاتے ہیں ناسخ اور منسوخ کی آیات کی معرفت ہے۔۔۔ ۔متقدمین نے نسخ کے لفظ کو جن مختلف مواقع پر استعمال کیا ہے، اِس کے اعتبار سے یہ مبحث بہت وسیع ہو جاتا ہے۔ اور اِسی اعتبار سے عقل آزمائی کے مواقع بھی بڑھ جاتے ہیں۔ جس کا لازمی نتیجہ اختلافات کی کثرت کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ چنانچہ اِن کے سارے اختلافات کو اگر پیش نظر رکھا جائے تو منسوخ آیات کی تعداد پانچ سو سے بھی بڑھ جاتی ہے۔ بلکہ اِن اختلافات کا اگر ذرا دقت نظر کے ساتھ جائزہ لیا جائے تو پتہ چلے گا کہ منسوخ آیات کا کوئی شمار ہی نہیں۔ ۔۔۔ شیخ جلال الدین سیوطی نے اپنی مشہور کتاب اتقان میں بعض علمائے تفسیر کے مختار کو تفصیل کے ساتھ بیان کرنے کے بعد، متاخرین کے اعتبار سے منسوخ شدہ آیات کو بیان کرنے میں ابنِ عربی کا اتباع کیا ہے اور اِس طرح کی تقریباً بیس آیات نقل کی ہیں لیکن میرے نزدیک اِن آیات میں بھی بہت سی آیات ایسی ہیں جن کا منسوخ قرار دینا محلِ نظر ہے۔''

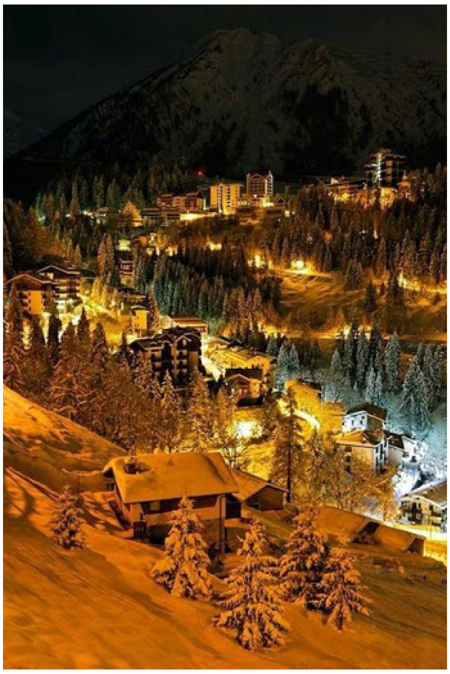

سُو ثابت ہوا کہ علمائے تفسیر ۵۰۰ سے زیادہ آیات کو منسوخ سمجھتے تھے بلکہ اگر سارے اختلافات کا جائزہ لیا جائے تو منسوخ شدہ آیات کا کوئی شمار ہی نہیں۔ کوئی ہمیں سمجھائے کہ ایسے عقائد کے بعد اسلام کا کچھ باقی بچتا ہے۔ لیکن اِس کے باوجود نہ ایسے عقائد رکھنا اور نہ ان کی تعلیم وتشہیر توہینِ رسالت کے زمرہ میں آتی ہے۔

آگے سُنیں، اور غور سے سُنیں کہ آیات کِس کِس طرح منسوخ ہوسکتی ہیں ص ۵۸ پر حضرت شاہ ولی اللہؒ لکھتے ہیں۔

''سورہ بقرہ کی مندرجہ ذیل آیت منسوخ ہے:۔

(۱) کُتِبَ عَلَیۡکُمۡ اِذَا حَضَرَ اَحَدَکُمُ الۡمَوۡتُ ۔۔۔

ایک قول کے اعتبار سے مندجہ بالا آیت 'آیاتِ مواریث' کے ذریعہ منسوخ ہوتی ہے، دوسرے قول کے مطابق وارث کے لئے وصیت کے متعلق حدیث نے اِس آیت کو منسوخ کیا ہے۔ تیسرا قول یہ بھی ہے کہ یہ آیت اجماع کے ذریعہ منسوخ ہوئی ہے۔ اور

پانچ آیات کے متعلق جن کی تصریح گزر چکی ہے قطعی طور سے تنسیخ کا دعویٰ کیا جاسکتا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ

قول یہ بھی ہے کہ یہ آیت اجماع کے ذریعہ منسوخ ہوئی ہے۔

یہ سارے قول ابن عربی نے نقل کئے ہیں۔''

ذرا سوچیں کہ حضرت ابنِ عربی جیسا عظیم عالم یہ سمجھتا ہے کہ اجماع قرآن کو منسوخ کرسکتا ہے۔ یعنی کسی مُلک کی پارلیمنٹ یا مجلس قرآن کو منسوخ کرسکتی ہے۔ عملی طور پر یہ کام بہت سے ممالک کی پارلیمنٹیں کرچکی ہیں لیکن بطور عقیدہ اِس کو درست سمجھنا ایک انتہائی خطرناک قدم ہے۔ ایک پارلیمنٹ یہ بھی فیصلہ کرسکتی ہے کہ آج سے وہ آیت منسوخ جو جوئے کی یا جو شراب پینے کی ممانعت کرتی ہیں۔ ایسے عقائد سے قرآن کریم اور اسلام کا کیا بچے گا۔

سورہ مزمل کی ایک آیت کو اِسی سورہ کی آخری آیات سے منسوخ قرار دیا گیا ہے! اِس ساری بحث کے بعد حضرت شاہ ولی اللہؒ لکھتے ہیں:۔

''لیکن جیسا کہ مندرجہ بالا بحث سے واضح ہے میرے نزدیک پانچ سے زیادہ آیات کا منسوخ ہونا ثابت نہیں ہے۔ ۔لہذا صرف اُنہیں پانچ آیات کے متعلق جن کی تصریح گزر چکی ہے قطعی طور سے تنسیخ کا دعویٰ کیا جاسکتا ہے۔''

اِن عقائد کے ہوتے ہوئے یہ پوچھا جاتا ہے کہ وہ کون سی اصلاح کی ضرورت تھی جس کے لئے ایک مجدد ہی نہیں مجدد اعظم کی ضرورت تھی۔ یہی وہ عقائد ہیں جو عیسائی مشنری استعمال کر کے مسلمانوں کو بہکاتے تھے اور جس طرح ڈاکٹر اقبال صاحب کے پاس پادری مشنری کی بات کا کوئی جواب نہیں تھا اِسی طرح ہمارے اِن بھائیوں کے پاس بھی ہماری کسی بات کا کوئی نہیں۔

مندرجہ بالا حوالہ تو صرف ایک غلط عقیدے کے بارے میں ہے جِس کی اصلاح کی سخت ضرورت تھی۔ اِس لئے کہ باقی تمام مذاہب کے عقائد میں تضاد ہے۔ صرف اسلام وہ واحد مذہب ہے جس میں کوئی تضاد نہیں۔ لیکن اگر ہمارے بھائیوں کا اپنا عقیدہ یہ ہو کہ قرآن میں تضاد ہے اور اِس وجہ سے کئی آیات منسوخ کرنے پڑی ہیں۔

اِس عقیدے کے ایک پہلو کی طرف میں نے توجہ نہیں دلوائی اور وہ یہ ہمارے بھائی یہ بھی کہتے ہیں کہ کئی آیات جن کا حکم قائم ہے

اُن کی صرف تلاوت منسوخ کر دی گئی تھی وہ قرآن میں شامل نہیں۔ یہ وہ اُس وقت کہتے ہیں جب پوچھا جائے کہ قرآن میں کس جگہ زنا کی سزا سنگسار کرنا لکھا ہے۔ اور دلیل یہ دی جاتی ہے کہ قرآن کا نسخہ امہات المومنین کے ایک چارپائی کے نیچے رکھا تھا۔ ایک بکری آئی اور اِس کا کچھ حصہ کھا گئی۔ جو حصہ بکری نے کھایا اس میں یہ آیات بھی شامل تھی۔ سوال یہ اُٹھتا ہے کہ پھر بکری نے دوسری کون سی آیات کھا لیں جو ہمارے پاس جو نسخہ ہے اُس میں شامل ہونے سے رہ گئیں! عجیب بات کہ قرآن کے کئی حفاظ موجود تھے انہوں نے کوئی اعتراض نہ کیا، ہر رمضان پورے قرآن کی تلاوت ہوتی تھی تب بھی کسی نے غور نہ کیا کہ کئی آیات قرآن میں موجود نہیں۔ یعنی ایک تو یہ کہ قرآن مکمل ہی نہیں اور جو احکامات اور آیات قرآن موجود ہیں اُن میں بھی تضاد ہے۔

خدارا غور کریں کہ اگر مدارس میں اِن عقائد کی تعلیم اور امام صاحبان کے ذریعے اِن تشہیر کے وقت بھی موعود مسیح نے نہیں آنا تھا تو پھر کب آنا ہے۔

جماعت احمدیہ لاہور کے عقائد

۱۔ اللہ تعالیٰ کی توحید اور محمد ﷺ کی رسالت پر ایمان۔

۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین تھے۔ بالفاظ بانی سلسلہ احمدیہ: ”اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نیا ہو یا پرانا“، ”جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اُسے بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔“، ”میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی۔“

۳۔ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی آخری اور کامل کتاب ہے جس کا کوئی حکم منسوخ نہیں نہ قیامت تک منسوخ ہوگا۔

۴۔ آنحضرت ﷺ کے بعد مجددین آئیں گے۔ اس امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو نبی نہ ہوں گے مگر اللہ تعالیٰ ان سے کلام کرے گا۔ رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء۔

۵۔ ہم تمام صحابہ کرام اور تمام آئمہ دین کی عزت کرتے ہیں خواہ وہ اہل سنت کے مسلمہ بزرگ ہوں یا اہل تشیع کے اور کسی صحابی یا امام، محدث یا مجدد کی تحقیر کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

۶۔ ہر اس شخص کو جو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رسولُ اللّٰهُ کا اقرار کرتا ہے اصولاً مسلمان ہے۔ خواہ اُس کا تعلق کسی بھی فرقہ سے ہو۔

۷۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا دعویٰ مجدد و مسیح موعود اور مہدی کا تھا نبی کا ہرگز نہیں۔ ان کے اپنے الفاظ: ”اور ان لوگوں نے مجھ پر افترا کیا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ یہ شخص نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔“

اِن عقائد رکھنے والی جماعت کو کافر کہنا ظلم نہیں تو اور کیا ہے؟

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام (لاہور) یو کے
15 Stanley Ave,Wembley, UK HA0 4JQ
www.virtualmosque.co.uk
ای میل: aaiiLahore@gmail.com